کامرس، پری میڈیکل اور فنون وغیرہ سب کی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیے اور اعلیٰ سے اعلیٰ کالجوں کی بلڈنگ، مسجد، ہوسٹل لائبریری، کھیل کے میدان، ان سب کا بہتر سے بہتر ہونا ضروری ہے، یہ کام آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے کرنے کا تھا، مگر خدا جانے اسے کب ادھر توجہ ہوگی۔ ؎

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن ؛ خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

(۳) تیسری فوری ضرورت انگریزی کا ایک روزنامہ ہے، جو زبان، مضامین، خبروں کی ترتیب، طباعت اور گٹ اپ کے لحاظ سے اسٹیٹسمین اور ہندوستان ٹائمز سے اگر بہتر نہیں تو کم تر بھی نہ ہو، پرانا انگریزی اخبار "مسیج" اور موجودہ "ریڈینس" یا "صراط" جیسے اخبارات سے اس ضرورت کی تکمیل نہیں ہوسکتی، مسلمانوں میں معیاری انگریزی اور وہ بھی صحافتی نقطۂ نظر سے لکھنے والے اگر مفقود ہیں، تو چار انگریزی میں فرسٹ کلاس ایم اے نوجوانوں کا انتخاب کرلیا جائے اور اُن کو جرنلزم کی ٹریننگ کے لئے باہر بھیجا جائے، اس روزنامہ کے اڈیٹر کی تنخواہ کسی حالت میں دو ہزار روپیہ ماہوار سے کم نہیں ہونی چاہیے، پورے ملک میں اگر پانچ کروڑ مسلمان بھی آباد ہیں تو ایک روپیہ فی کس سالانہ کے حساب سے بھی ایک برس میں پانچ کروڑ روپیہ فراہم ہوسکتا ہے، اگر صحیح لیڈر شپ موجود ہو تو اُس کے لئے یہ رقم جمع کرلینا قطعاً کوئی مشکل بات نہیں!

افسوس ہے پچھلے دنوں پروفیسر محمد عمر الدین کا ۶۲ برس کی عمر میں انتقال علی گڈھ میں ہوگیا، اور وہیں دفن ہوئے مرحوم علی گڈھ یونیورسٹی میں ۱۹۲۲ء میں داخل ہوئے تھے، اُس وقت سے دمِ آخر تک اُن کا رشتہ اس درسگاہ سے منقطع نہیں ہوا۔ انھوں نے تعلیم یہیں مکمل کی، پھر یہیں لکچرر، ریڈر، پروفیسر، ورصدر شعبۂ فلاسفی و نفسیات، وارڈن اور پرووسٹ اور خدا جانے کیا کیا ہوئے۔ انھوں نے یونیورسٹی میں بڑے بڑے اتار چڑھاؤ اور انقلابات دیکھے تھے، اور اب آخر میں خود انقلاباتِ زمانہ کی عبرت انگیز تصویر بن کر رہ گئے تھے، اسلامی فلسفہ اُن کا خاص مضمون تھا، امام غزالیؒ کے فلسفۂ اخلاق پر انگریزی میں اُن کی ضخیم کتاب چند سال ہوئے یونیورسٹی کی طرف سے شائع ہوئی ہے، بلا کے ذہین، بہترین منتظم، بے نفس و بے ریا، مجسّم خلوص، پیکرِ وضعداری، اور نہایت سادہ اور بے تکلف!

راقم الحروف سے دیرینہ اور بڑے مخلصانہ تعلقات تھے، یونیورسٹی سے ملازمت کے تعلق کے اعتبار سے مرحوم اس چمن کی پرانی بہار کی آخری نشانی تھے، "خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں"